مقدار پر معیار کی ترجیح کا شریعت اسلامی کی روشنی میں ایک علمی جائزہ

The preference of quality over quantity in light of Islamic Jurisprudence: A literary evaluation

ابظاہر خان[i]   محمد طاہر[ii]

Abstract

In our world, men of prudence have always preferred quality and condition to quantity and excess and the Islamic Sharia (Islamic Jurisprudence) also prefers quality and condition to quantity and excess. In Islamic Jurisprudence, quantity, excess and volume are considered totally unreliable and on the other hand quality and condition are valued a great deal.

Despite of their clear facts, in today's world in most of the worldly laws, people prefer quantity to quality which brings forth countless harms and as a result, the entire humanity faces tough hardships. That's why it's the order of the day that this issue should be evaluated in the light of the teachings of the Holy Quran and Traditions of the Holy Prophet (SAW) so that the entire world may be saved of those deadly harms which arise as a result of.

دنیامیں ہمیشہ سے اہل بصیرت کا طریقہ یہی رہاہے کہ وہ کثرت اور مقدار پر کیفیت اور معیار کو مقدم سمجھتے ہیں ،اور شریعت اسلام کا بھی یہی حکم ہے کہ کیفیت اور نوعیت کو کمیت اور حجم پر مقدم کیاجائے، شریعت میں عددی اکثریت اور حجم میں بڑے ہونے کا اعتبار نہیں ہوتا بلکہ اصل دار مدار چیز کی نوعیت اور کیفیت پر ہوتا ہے لیکن اس کے برعکس آج دنیا کے بیشتر قوانین ومراحل میں لوگ مقدار کو معیار پر ترجیح دیتے ہیں جسے سینکڑوں نقصانات معرض وجود میں آتے ہیں اور تمام انسانیت شدید مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں اس لئے ضروت اس امر کی ہے کہ قرآن اور سنت سے اس کا جائزہ لیاجائے تاکہ عالمی دنیااس پرخطر نقصانات کی تدارک کریں جواس کے نتجہ میں پیدا ہوئی ہیں۔

- **قرآن کریم اور بے معیار کثرت**

قرآن کریم کی تعلیمات کے مطابق کثرت وہ معتبر ہے جو سمجھ بوجھ، عقل، ایمان اور شکر جیسے صفات کے ساتھ متصف ہو۔ فرقان حمید کی بہت بیشتر آیات اسی اکثریت کی مذمت کرتی ہیں جس کے افراد نہ عقل رکھتے ہوں اور نہ علم، یاوہ ایمان نہ رکھتے ہو اور نہ شکر ادا کرتے ہوں۔ مثلا:

- ارشاد الٰہی ہے: بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ [1] "بلکہ ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے۔"
- وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ [2] "لیکن اکثر لوگ علم نہیں رکھتے۔"

i اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

ii اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

- وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ [3] "لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔"
- وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ [4] "لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔"
- وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ [5]

"اگر تم نے زمین کے اکثر لوگوں کی پیروی کی تو وہ تمہیں سیدھے راستے سے گم راہ کر دیں گے۔"

- **قرآن کریم اور بامعیار قلت**

قرآن کریم نے اس قلت کو سراہا ہے جو بامعیار ہو، اس کے چند نمونے ذیل کے آیات کریمہ میں ملاحظہ ہو:

- إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ [6] "سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور جن ہونے نیک عمل کیے، اور وہ تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔"
- وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ[7] " اور میرے بندوں میں تھوڑے ہی ہوتے ہیں جو شکر گزاری کرتے ہیں۔"
- وَاذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ [8] " اور (اس وقت کو) یاد کرو جب تم زمین (مکہ) میں قلیل اور ضعیف سمجھے جاتے تھے۔"
- فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُو بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ[9] "تو جو اُمتیں تم سے پہلے گزر چکی ہیں ان میں ایسے ہوش مند کیوں نہ ہوئے جو ملک میں خرابی کرنے سے روکتے ہاں (ایسے) تھوڑے سے (تھے) جن کو ہم نے ان میں سے مخلصی بخشی۔"

اس لئے ضروری یہ نہیں کہ تعداد زیادہ ہو بلکہ اہم یہ ہے کہ لوگوں میں صفات اور معیار ہو جو اللہ تعالی کے ہاں ایمان اور عمل صالح ہے۔

- **ایک شبہ اور اس کا جواب**

بعض لوگ اس پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حدیث میں ہے:

«تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ»[10] "محبت کرنی اور بچے جنی والیوں عورتوں سے شادی کرو، میں تمہارے ذریعے سے کثیر الامم بننا چاہتا ہوں۔"

اس حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اپنی تعداد میں اضافہ کرو۔ لیکن جب ذخیرہ حدیث کو سامنے رکھ کر اس روایت کا مطالعہ کیجئے تو یہ شبہ خود بخود درفع ہو جاتا ہے، کیونکہ بغیر تربیت کے جاہل، فاسق اور ظالم لوگوں پر تو آپ ﷺ فخر نہیں کرتے بلکہ نیک، پاک، باعمل اور نفع بخش لوگوں پر فخر کریں گے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

«إِنَّمَا النَّاسُ كَإِبِلٍ مِائَةٍ لَا يَجِدُ الرَّجُلُ فِيهَا رَاحِلَةً»[11] "بعض انسانوں کی مثال ان سو اونٹوں کی طرح ہوتی ہے جن میں آدمی ایک بھی سواری کے قابل نہ پائے گا۔"

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ لوگوں میں بہترین قسم کے لوگ ایسے ہی نادر ہوتے ہیں جیسے اونٹوں میں ایسے اونٹ بہت کم ہوتے جو کسی کام کے لائق ہو۔اور انسانوں میں یہ تفاوت دوسری قسم کے جانوروں کی نسبت کہیں زیادہ ہوتا ہے، یہاں تک کہ حدیث میں ہے:

«لَيْسَ شَيْءٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ مِثْلِهِ إِلَّا الْإِنْسَانُ»[12] "دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اپنے جیسے ہزار سے بہتر ہو سوائے انسان کے، یعنی صفات والا انسان ہزار بے صفات والوں سے بہتر ہے۔"

ہم ہر چیز میں تعداد کے خوگر بن گئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ سلسلہ نمبر ہزاروں سے آگے نکل جائیں، مگر ہمیں اس کی فکر نہیں ہوتی کہ اس کثرت کے پیچھے اصل حقیت کیا ہے؟ادب عربی کا مشہور شاعر ابو تمام[13] کہتے ہیں:

إن الكِرامَ كثير في البِلادِ وَإنْ ... قَلوا كَمَا غيرُهم قُلٌّ وَإن كثرُوا[14]

"شریف انسان در حقیقت زیادہ ہے اگرچے تعداد میں کم ہی ہو جیسا کہ غیر شریف کم ہے اگر چہ تعداد میں زیادہ ہو یعنی اصل دار مدار معیار کی ہے نہ تعداد اور کثرت کی۔"

- **قلت کا غلبہ کثرت پر قرآن کے تناظر میں**

قرآن کریم نے ہمارے سامنے یہ بھی بیان کیا ہے کہ طالوت[15] کی فوج قلیل تعداد ہونے کے باوجود جالوت[16] کی کثیر التعداد فوج پر غالب آگئی[17]۔اسی طرح قرآن کریم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ غزوہ بدر[18] میں مشرکین پر غالب آگئے حالنکہ مشرکین بڑی تعداد میں تھے صحابہ کرامؓ کے مقابلہ میں[19]۔اسی طرح غزوہ حنین[20] میں جب مسلمانوں نے تعداد کی طرف دیکھا،اس دھوکے میں آگئے اور معیار کو نہیں جانچا،انہونے روحانی قوت اور جنگی تیاری کو نظر انداز کر دیا تو قریب تھا کہ وہ شکست کھا جاتے، پہلے تو ان کی حالت بگڑ گئ جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ توبہ کریں پھر اللہ نے انہیں فتح عطا فرمائی[21] قرآن یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب انسان میں قوت ایمانی اور قوت ارادی ایک ساتھ جمع ہو جائیں تو اس کی طاقت تو اس کی طاقت اپنے دشمن کے مقابلے دس گنا تک بڑھنے کا امکان ہوتا ہے[22] یہ تناسب اس صورت میں ہے جب مسلمان طاقت ور ہوں اگر وہ کم زور ہوں تو پھر ممکن ہے کہ اس کی طاقت اپنے دشمن کے مقابلے میں دُگنا ہو جائے[23]۔

- **معیار کی اہمیت سیر و تاریخ کے تناظر میں**

سیرت نبوی ﷺ اور تاریخ صحابہؓ سے یہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ ان کی توجہ کمیت کی طرف نہیں ہوتی تھی بلکہ کیفیت پر ہوتی تھی۔ مثلا:

سیدنا عمر فاروقؓ[24] نے سیدنا عمرو بن العاصؓ[25] کو فتح مصر[26] کے لیے بھیجا تھا ان کے ساتھ صرف چار ہزار فوج تھی، پھر ان ہونے کمک مانگی تو مزید چار ہزار فوج بھیجی۔[27] اس کمک کے ساتھ چار مخصوص افراد تھے[28] جن کے بارے میں خلیفہ ثانی نے فرمایا کہ ان میں ہر فرد ایک ہزار کے برابر ہے۔اسی طرح مجموعی فوج بارہ ہزار سمجھو، اور بارہ ہزار افراد کو اس سے کم افراد سے شکست نہیں کھانا چاہیے[29]۔

اس سے معلوم ہوا کہ اصل اعتبار لوگوں کی قدر و قیمت اور ان کی صلاحیتوں کا ہوتا ہے، نہ کہ ان کی تعداد اور حجم کا۔

اسی طرح سیدنا فاروق اعظمؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: اپنی اپنی خواہش ظاہر کرو! ان میں سے ایک نے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ میرے پاس اس گھر کے برابر چاندی کے درہم ہوں اور میں انھیں فی سبیل اللہ خرچ کروں۔ دوسرے نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کے میرے پاس اتنے ہی سونے کے دینار ہوں اور میں انھیں اللہ کی راہ میں خرچ کروں۔ تو سیدنا عمرؓ نے فرمایا: میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے پاس اس گھر کے برابر ابوعبیدہ بن الجراحؓ[30] معاذ بن جبلؓ[31] ابو حذیفہ[32] کے غلام سالمؓ[33] جیسے افراد ہوں اور میں ان کو اللہ کی راہ میں استعمال کروں[34]۔

- **موجودہ مسلمانوں میں معیار کی قلت کا نتیجہ**

اس دور میں مسلمانوں کی تعداد ڈیرھ ارب سے تجاوز کر گئی ہے، مگر کوالٹی نہ ہونے کی وجہ سے ان کی حالت اُسی طرح ہے جس طرح کہ آپ ﷺ نے بے معیار مسلمانوں کے بارے میں فرمایا: سیدنا ثوبانؓ[35] سے مروی ہے عنقریب قومیں ہر طرف سے تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گئی جس طرح کہ کھانے والے دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں ۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس وقت ہم تھوڑے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں اس وقت تم بہت زیادہ ہوگے مگر تمہاری مثال سیلاب کے خس و خشاک کی طرح ہو گی، تمہارے دشمنوں کے دلوں سے اللہ تعالی رعب نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں وہن ڈال دے گا۔ کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ وہن کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت کا خوف[36]

یہ حدیث وضاحت کرتی ہے کہ اگر کثرت باہر سے پھولی ہوئی اور اندر سے بوسیدہ ہو تو کسی کام کی نہیں ہوتی، جیسا کہ امت کی تاریخ کے اس دور میں ہوتا ہے جب وہ خس و خشاک کی طرح بن جاتی ہے، اور جب وہ خفت، عدم اتحاد اور فقدان ہدف کی اسی صفت کے ساتھ متصف ہوتی ہے جس سے خس و خشاک متصف ہوتی ہے۔ اب ملت کفر پیغمبر اسلام کے شان میں مسلسل گستاخیاں کا جسارت کرتا ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مسلمانوں میں معیار کی فقدان ہے[37]۔

ترک خلیفہ سلطان عبدالحمد مرحوم[38] کے عہد میں انگریزوں نے آپ ﷺ کے بارے میں نازیبا ڈرامے پیش کرنے کی ناپاک جسارک کی سلطان عبدالحمیدؒ نے یہ ڈرامے پیش کیے جانے کی اطلاع ملتے ہی برطانیہ بہادر کو دوٹوک انداز میں خط ارسال کرتے ہوئے کہا کہ ،، اس گستاخی کو فوراروکا جائے، وگرنہ میں خلیفۂ وقت کی حیثیت سے پوری اُمت مسلمہ کو تمہارے خلاف جہاد کا حکم جاری کروں گا،[39] یہ تھے معیار کے مسلمان اور معیار کے حکمران۔

- **سیاست میں معیار پر مقدار کی ترجیح کی اندھی تقلید**

اسلام سیات میں نظریہ خلافت[40] کا داعی ہے، جس میں حکمران کا انتخاب کا حق صاحب بصیرت وعلم کو حاصل ہے نہ ہر کجا کو[41] جب کہ اہل مغرب نے حکومت کے انتخاب میں جمہوریت[42] کا نظریہ متعارف کروایا، جس میں حکمران کا انتخاب کا حق کثرت رائے پر ہے اگر چہ وہ سیات کے باریکیوں کی بصیرت سے عاری ہو، حالنکہ دنیا کے ارباب عقل کا اصول یہ ہے کہ کسی اہم معاملہ میں اس کے ماہرین سے مشورہ لیا جاتا ہے، اسی قاعدے کے مطابق اسلام نے انتخاب خلیفہ کی ذمہ داری اہل حل وعقد[43] پر ڈالی ہے

جو رموز حکومت کو سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اس کے لئے موزون ترین شخصیت کون ہوسکتی ہے، جیسا کہ سیدنا علیؓ نے فرمایا تھا:

إنما الشورى للمهاجرين والأنصار[44] ."خلیفہ کے انتخاب کا حق صرف مہاجرین وانصار کو حاصل ہے۔"

جمہوریت میں انتخاب حکومت کا حق ماہرین نہیں بلکہ عوام کو ہے اگرچہ ان اکثریت کو یہ معلوم نہ ہو کہ حکومت کیسے چلائی جاتی ہے، اس کی پالیسیاں کیسے مرتب کی جاتی ہیں، اور حکمرانی کے اصول اور نشیب وفراز کیا کیا ہیں؟ یہ کیسی ستم ظریفی ہے کہ گورنمنٹ کا وہ ادارہ جو تمام اداروں کی ماں ہے اس کو چلانے کے لئے ماہرین سے نہیں بلکہ عوام سے رائے لی جاتی ہے اور مدبر عالی دماغ کی رائے کو ایک ناتراش کی رائے کے برابر قرار دیا جائے یہ وہ تماشا ہے دنیا پر جمہوریت کے نام سے مسلط کیا گیا، اور صد افسوس! مسلمانوں پر کہ انہوں نے اسلامی نظریہ خلافت جس میں انتخاب امیر معیار پر ہوتا ہے چھوڑ کر جمہوریت کا اندھا تقلید کرنے لگے، جس کے وجہ سے ہم پر نااہل حکمران حکومت کرنے لگے، اور اس کے نقصانات کا خمیازہ تمام عوام کو اُٹھانا پڑا، اس لئے فقہاء اسلام نے قرآن وسنت سے یہ قاعدہ مستنبط کیا کہ: تَقْدِيمِ الْأَهَمِّ فَالْأَهَمِّ[45] جو چیز زیادہ اہمیت کی حامل ہو اس کو مقدم کیا جائے تو معیار اور مقدا میں اہم معیار ہے نہ مقدار اس لئے اس کو مقدم کرنا چاہئے۔

نتائج

شریعت اسلامی میں کسی چیز کے معیار کو مطلوب ٹھہرایا گیا ہے۔ اگر معیار کے ساتھ مقداری تناسب بھی قائم ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ تاریخی تناظر میں دیکھا جائے تو بے معیار اکثریت ہمیشہ گھاٹے میں رہی ہے جس کی مثال انبیائے عظام کے مخالفین ہیں۔ اسی طرح مختلف معرکوں میں عددی کثرت ہمیشہ شکست سے دوچار ہوچکی ہے۔ لہٰذا مقدار کے مقابلے میں معیار کو اولیت دینی چاہیئے۔

حواشی وحوالہ جات

1 سورۃ العنکبوت، ۲۹:۶۳
2 سورۃ الاعراف ۷:۱۲۷
3 سورۃ ھود ۱۱:۱۷
4 سورۃ البقرۃ ۲:۲۴۳
5 سورۃ الانعام ۶:۱۱۶
6 سورۃ ص ۳۸:۲۴
7 سورۃ سبا ۳۴:۱۳
8 سورۃ الانفال ۸:۲۶
9 سورۃ ھود ۱۱:۱۱۶

10 السجستانی، سلیمان بن اشعث، ابو داود، سنن أبی داود، کتاب النکاح، باب النھی عن التزویج من یلد من النساء ۲ :۲۲۰ رقم الحدیث: ۲۰۵۰، المکتبة العصریة، صیدا- بیروت (س-ن)

11 الترمذی، محمد بن عیسی بن سورة، ابو عیسی، سنن الترمذی، أبواب الأمثال، باب ماجاء فی مثل ابن آدم ۵ :۱۵۳، رقم الحدیث: ۲۸۷۲، شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی، ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء

12 الطبرانی، سلیمان بن أحمد بن أیوب، ابو القاسم، الکبیر ۶ :۲۳۸، رقم الحدیث: ۶۰۹۵ دار النشر، مکتبہ ابن تیمیة ،القاہرة، مصر، (س-ن)

13 ابو تمام، حبیب بن أوس بن الحارث، عربی ادب کا مشہور شاعر ہے اور خلیفہ معتصم نے ان کو بغداد کے تمام شعراء پر فوق دی تھی، فصیح اور شرین بیان تھے، اور ان کو چودہ ہزار اشعار ورجز عرب حفظ تھے، ادب میں ان کا مشہور کتاب فحول الشعراء ہے سن ۲۳۱ھ کو موصل میں وفات پائی۔ (الزرکلی، خیر الدین بن محمود بن محمد، الاعلام ج ۲ ص ۱۶۵ ناشر: دار العلم للملایین، طبع پانزدہم، سن ۲۰۰۲ء)

14 العکبری، محب الدین، عبد اللہ بن الحسین، ابو البقاء، شرح دیوان المتنبی ۲ :۱۶۵، ناشر دار المعرفة بیروت، لبنان ،(س-ن)

15 قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ طالوت قوم بنی اسرائیل کا بادشاہ تھا۔ القرآن الکریم، البقرة ۲: ۲۴۷، مفسر مجاہدؒ کی تحقیق ہے کہ یہ سیدنا شمویل بن یالی علیہ السلام کے زمانے میں تھا اور آیت میں نبی سے مراد شمویل علیہ السلام ہے۔ الدمشقی، عماد الدین ابو الفدا ابن شیرا :۳۹۷ تفسیر آیت: البقرة ۲۴۷۔ المقدسی کا بیان ہے کہ طالوت بنیا امین کے اولاد میں سے ہے۔ (المطہر بن طاہر المقدسی البدء والتاریخ ۳: ۹۸، مکتبة الثقافة الدینیة بوسعید)

16 داؤد علیہ السلام کے زمانے کا ایک بادشاہ مؤرخ ابو حنیفہ کا بیان ہے کہ: جالوت قوم عمالقہ میں سے ایک جابر بادشاہ تھا اور ولید بن ریان عزیز مصر کا بیٹا ہے۔ (الدینوری، ابو حنیفة بن داؤد، الأخبار الطوال ۱:۶، دار احیاء الکتب العربی القاہرة، ۱۹۶۰ء) اور ابن الوردی کا بیان ہے کہ یہ کنعان کا بادشاہ ہے، اور کنعام کا ہر بادشاہ کا لقب جالوت تھا اور اس کا ذاتی نام کلباد تھا اور سیدنا داؤد علیہ السلام نے ان کو قتل کیا تھا۔ (الکندی، عمر بن المظفر ابنالوردی، تاریخ ابن الوردی ۱ :۸۳، دار الکتب العلمیة، ۱۴۱۷ھ)

17 البقرة ۲ :۲۴۹-۲۵۱

18 غزوہ بدر سن ۲ ہجری ۱۷ رمضان المبارک بروز جمعہ کو واقع ہوئی، اور یہ اسلام اور کفر کے مابین فیصلہ کن جنگ تھی۔ (المدنی، محمد بن اسحاق بن یسار، سیرة ابن اسحاق ۱:۱۳۰، ناشر دار الفکر، بیروت، ۱۳۹۸ھ)

19 المحلی، جلال الدین محمد بن أحمد، السیوطی، عبد الرحمن بن أبی بکر، تفسیر جلالین، تفسیر سورة آل عمرآن ۳: ۱۲۳، ناشر دار الحدیث القاہرہ، طبع دوم (س-ن)

20 عزوہ حنین، یہ عزوہ فتح مکہ کے بعد سن آٹھ ہجری میں حنین مقام پر بنو ہوازن کے ساتھ ہوئی۔(السُہیلی، ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ، الروض الأنف ۷:۲۷۴، دار احیاء التراث العربی، طبع اول ۱۴۲۱ھ)

21 مفسر طبریؒ کے لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی تعداد عزوہ حنین کے موقعہ پر بارہ ہزار تھی۔الطبری، محمد بن جریر، ابو جعفر، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، سورہ توبہ ۹ : ۲۵ ،ناشر مؤسسۃ الرسالۃ، سن ۱۴۲۰ھ)

22 سورۃ الأنفال ۸:۶۵

23 الواحدی، ابو الحسن، علی بن أحمد، الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، سورۃ الأنفال ۸:۶۶، ۱:۴۴۸، دار القلم، دمشق بیروت،، ۱۴۱۵ھ

24 سیدنا عمر فاروقؓ قرشی، عدوی، کنیت ابو حفص تھی، مکہ معظمہ میں ۴۰ق ھ کو پیدا ہوئے، خلیفہ ثانی ہے، ان کی امارت، عدالت اور کارنامے ضرب المثل ہے، مدینہ منورہ میں سن ۲۳ ہجری ماہ ذی الحجہ میں شہادت پائی۔(العصفری، خلیفہ بن خیاط۔طبقات خلیفہ، ترجمہ نمبر ۱۱۸، ناشر، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۴ھ۔۔۔المزی، ابو الحجاج، یوسف بن عبد الرحمن، تہذیب الکمال فی أسماء الرجال، ۲۱: ۳۱۷، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۰ھ)

25 سیدنا عمرو بن العاص، سہمی قرشی، ابو عبد اللہ، ۵۰ق ھ پیدا ہوئے، شجاعت اور سیاست میں فقید المثال تھے، صلح حدیبیہ کے زمانے میں مشرف بہ اسلام ہوئے، اور مشاجرات میں سیدنا معاویہؓ کے ساتھ تھے، اور ان سے ۳۹، احادیث مروی ہے، سن ۴۳ھ کو قاہرہ میں وفات پائی۔(الذہبی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد، تاریخ الاسلام ووفیات مشاہیر الاعلام ۲: ۲۳۵، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۴۱۳ھ)

26 مصر مہذب دنیا کی قدیم ترین شہر ہے اور یہ مصر بن مصرایم بن حام بن نوح علیہ السلام کی طرف منسوب ہے اور عہد فاروقی میں اسے سیدنا عمرو بن العاصؓ نے فتح کیا تھا، اور اقلیم ثالث میں واقع ہے۔(الحموی، شہاب الدین ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ، معجم البلدان ۵: ۱۳۷، دار صادر، بیروت، ۱۹۹۵ء)

27 یوسف القرضاوی نے، فقہ الاولویات، ص:۳۷، چار ہزار فوج بیان کی ہے جبکہ علامہ بلاذریؒ نے دس، بارہ ہزار تعداد بیان کیا ہے۔ (البلاذری، ابو الحسن احمد بن یحیی، فتوح البلدان، فتوحات مصر، ص:۲۱۴، ناشر دار و مکتبہ الھلال، بیروت، ۱۹۸۸ء)

28 وہ چار حضرات یہ ہے: سیدنا زبیر بن العوامؓ، سیدنا مقداد بن عمروؓ، سیدنا عبادہ بن صامتؓ، سیدنا مسلمہ بن مخلدؓ۔ (میرٹھی، مفتی زین العابدین، تاریخ ملت ۱ :۲۸۱، ادارہ اسلامیات لاہور، ۱۴۱۱ھ)

29 القرضاوی، یوسف، فقہ الأولویات، ص: ۳۷، ترجمہ گل زادہ شیر پاؤ، منشورات، منصورہ لاہور، ۲۰۱۴ء

30 ابو عبیدۃ، عامر بن عبد اللہ بن الجراح، فہری، قرشی، جلیل القدر صحابی اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں سن ۴۰ق ھ کو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے، سابقون الاولون میں سے ہیں تمام عزوات میں شریک رہے، ان سے دس احادیث مروی

ہیں، اور طاعون عمواس میں ۱۸ھ کو وفات پائی۔(العسقلانی، ابن حجر، احمد بن علی، الاصابۃ ۲ :۲۵۲، دار الکتب العلمیہ ،بیروت، ۱۴۱۵ھ)

31 سیدنا معاذ بن جبل، انصاری، خزرجی ابو عبد الرحمن ۲۰ ق ھ کو پیدا ہوئے، حلال و حرام کے بہت بڑے عالم تھے ان سے ۔۱۵۷ احادیث مروی ہے اور ۱۸ھ کو وفات پائی۔(الجوزی، جمال الدین ابو الفرج، عبد الرحمن، صفۃ الصفوۃ ۱ :۴۸۹، دار الحدیث، قاہرہ، ۱۴۲۱ھ)

32 ابو حذیفہ بن عتبہ قرشی، جلیل القدر صحابی ہے، حبشہ اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور تمام غزوات میں شریک رہے اور سن ۱۲ھ کو جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔(تاریخ الاسلام ۱:۳۶۴)

33 سالم بن معقل، فارسی، اور جلیل القدر صحابی تھے سیدنا ابو حذیفہ کے ازاد کرہ غلام اور متبنی تھے، مسجد قباء کے امام اور سابقین میں سے ہیں بدر میں شریک رہے اور ۱۲ھ کو جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔(الاصابۃ، ترجمہ :۳۰۵۲)

34 القرضاوی، محمد یوسف، فقہ الاولوایات، ص: ۴۷، دار الفکر،(س۔ن)

35 سیدنا ثوبانؓ آپ ﷺ کے ازاد کردہ غلام تھے اور آپ کے وفات تک آپ کا خادم رہے، پھر فلسطین اور حمص منتقل ہوئے اور سن ۵۴ھ میں وفات پائی۔(القرطبی، ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ، الاستیعاب ۱:۲۰۹، دار الجیل ،بیروت، ۱۴۱۲ھ)

36 سنن ابی داود، کتاب الملاحم، باب تداعی الامم، رقم ۴۲۹۷، ۴ :۱۱۱

37 عبد الغفار عزیز، یہ گستاخانہ خاکے، ص: ۲-۵، منشورات، منصورہ، لاہور

38 سلطان عبد الحمید ثانی(۱۸۴۲-۱۹۱۸ء) آپ سلطنت عثمانیہ کے ۳۴ویں خلیفہ تھے۔ آپ ۳۱ اگست ۱۸۷۶ء کو خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپ کی خلافت ۱۹۰۹ء تک جاری رہی۔

[www.ur.wikipedia.org/ wiki/abdul_hamid_ii]

39 عبد الغفار عزیز، یہ گستاخانہ خاکے، ص: ۱۱، منشورات، منصورہ، لاہور،(س۔ن)

40 خلافت ،امامت عظمیٰ، اور امارۃ المؤمنین ،الفاظ مترادفہ ہیں۔(الحسینی، محمد رشید رضا، الخلافۃ ۱ :۱۷، ناشر، الزہراء العربی، مصر،(س۔ن)۔ خلافت کی اصطلاحی تعریف: الإمامة موضوعة لخلافة النبوة في حراسة الدين وسياسة الدنيا۔(الماوردی، ابو الحسن علی بن محمد، دار الحدیث، القاہرۃ،(س۔ن))

41 الدھلوی، احمد بن عبد الرحیم ،الشاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ ،باب سیاسۃ المدینۃ، ۱ :۹۲، دار الجیل ،بیروت ، ۱۴۲۶ھ

42 لدھیانوی، مولانا محمد یوسف، آپ کے مسائل اور اُن کا حل، ص: ۱۹۹، مکتبہ لدھیانوی، کراچی، اگست ۲۰۰۹ء

43 الجزری، عبد الرحمن بن محمد، الفقہ علی المذاھب الأربعۃ، مبحث أساس القوانین الشرعیۃ، ۵: ۳۶۷، ۱۴۲۳ھ

44 ابن العربی، محمد بن عبد اللہ ابو بکر، العواصم من القواصم ۱ :۲۷۶، دار الجیل، بیروت، ۱۴۰۷ھ

45 الصرصری، سلیمان بن عبد القوی، شرح مختصر الروضۃ ۳ :۴۱۱، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۰۷ھ